سوویت یونین کا زوال
(نظریہ، عمل، ردِ عمل)

مؤلف	:	عطاء الرحمٰن
ناشر	:	انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز - اسلام آباد
تقسیم کار	:	بک پروموٹرز - مرکز ایف - ۷، اسلام آباد
سالِ اشاعت	:	۱۹۹۳ء
صفحات	:	۲۶۰
قیمت	:	۹۰روپے

یہ صدی سائنسی ایجادات کے ظہور و کمال، سیاسی انقلابات کے عروج و زوال اور انسانی زندگی کے لیے ہولناک تباہیوں کی صدی ہے۔ اس عہد میں واقعات و حوادث کا قافلہ جس برق رفتاری سے گزرا ہے، اس کی گردِ سفر دُور تک انسانی تاریخ کو اپنا وقتِ سفر یاد دلاتی رہے گی۔ عطاء الرحمٰن کی "سوویت یونین کا زوال" دراصل اس فکری، سیاسی اور استعماری طوفان کا تذکرہ ہے جو گھٹا بن کر اٹھا اور بارش کی طرح برس کر عدم کے گھاٹ اتر گیا۔ اس کتاب میں بقول پروفیسر خورشید احمد مؤلف نے ذہن کشا، مدلّل اور متوازن انداز سے حقائق کا معروضی مطالعہ پیش کیا ہے۔

اس کتاب میں مارکسی فکر کے بنیادی سرچشموں کا تجزیہ کیا گیا ہے اور ان کے غیر فطری روّیوں کو بڑے سادہ اور عام فہم دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ عطاء الرحمٰن کو یہ موقع ملا کہ جن دنوں سوویت سلطنت کا سُرخ بت پارہ پارہ ہو رہا تھا، وہ ان تاریخی لمحوں کو کریملن کے در و دیوار تلے کھڑے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ کتاب کوئی روایتی سفر نامہ ہے، نہیں بلکہ یہ کتاب تصوّر، عمل اور مشاہدے کا ایک فکری سفر نامہ ہے جس میں مؤلف کے تیس سالہ مطالعہ کا پر تو چھایا ہوا ہے۔ البتہ کہیں کہیں اپنے سابقہ نتائج فکر کو دلیل فراہم کرنے کے لیے وہ ماسکو اور وسطی ایشیا کے مشاہدات کو بھی پیش کرتے ہیں۔

اشتراکیت کے بارے میں اگرچہ مؤلف کا کبھی بھی فدویانہ نقطۂ نظر نہیں رہا لیکن ان کی سلامتی طبع ہے کہ انھوں نے پروپیگنڈے کو اپنے نقطۂ نظر پر حاوی نہیں ہونے دیا بلکہ جو کچھ بھی اخذ کیا ہے اور جس چیز کا بھی اظہار کیا ہے وہ خالصتاً معیار کی بنیاد پر ہے۔ ہمارے اس دعوے کی تائید کتاب کے وہ صفحات کرتے ہیں جہاں پر تعلیم، صحت عامہ، معاشرتی تنظیم اور پچھلی صدیوں کے استعماری شکنجے کو توڑنے والی آزادی کی تحریکوں کی تائید میں ماسکو پیش پیش رہا۔ اگرچہ اس میں بھی ماسکو کا معیار اپنی پسند کے ظالم اور اپنی پسند کے مظلوم تھے۔

"سوویت یونین کا زوال" اس اعتبار سے ایک منفرد کتاب ہے کہ اس میں نہایت اختصار اور جامعیت سے ۷۴ سالہ پھیلتی سلطنت کے خدوخال کو ابھارنے کے ساتھ ساتھ گھن کی طرح چاٹتے امراض کی فہرست بھی مرتب کر دی گئی ہے اور یہ سارا عمل صرف ۲۶۰ صفحات میں سمیٹ کر پیش کر دیا گیا ہے۔

کتاب میں اشتراکی ایمانیات -- نظریہ قدر زائد، پرولتاری آمریت اور جدلی مادیت -- کے فکری اور عملی دعوؤں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ ان جھوٹے روپ کے درشنوں کو بے نقاب کرنے کے لیے ایسی رواں دواں نثر کو مربوط جملوں، نظائر اور حوالہ جات کے ساتھ یوں جڑ دیا ہے کہ ہر چیز اپنی جگہ متناسب، بھلی اور مؤثر دکھائی دیتی ہے۔ کتاب پڑھتے وقت اگرچہ پہلا تاثر یہ ابھرتا ہے کہ سوویت یونین کے زوال کے ہیرو گورباچوف، رونالڈ ریگن، بالٹک ریاستیں، بورس یلسن، لیچ ولیسا اور افغان مجاہدین وغیرہ ہیں۔ لیکن جوں ہی مکمل کتاب کا استدلال اپنے قاری کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تو آخری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سوویت یونین کے زوال کے حقیقی ہیرو خود کارل مارکس ہیں۔ باقی تو محض ایکسٹرا تھے جنھیں تاریخ کے فطری بہاؤ نے اپنا اپنا کردار ادا کرنے کے لیے آخر دہے میں قطار اندر قطار کھڑا کر دیا۔

کتاب کا نہایت جامع دیباچہ سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے تحریر کیا ہے۔

کتاب کے آخر میں آج کی رشین فیڈریشن کے سامراجی دامن میں چھوٹی چھوٹی خود مختار مسلم ریاستوں -- مثلاً داغستان، چیچن، انگشتیا، اوسشیا، باشکیریا، تاتارستان، چواش، کریمیا، کبارڈینو، کراشائی چیرکس وغیرہ کے تازہ ترین احوال اور وہاں کی مسلم قومی اور اسلامی تحریکوں کے عزائم و آلام کی تصویر کشی ہے۔ یہ حصہ مختصر ہونے کے باوجود اس تاثر کو مستحکم کرتا ہے کہ عطاء الرحمن ایک معروضی ماہر سماجیات ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم اُمہ کے دکھ درد کو محسوس کرنے والا دل بیدار رکھتے ہیں اور مسلم تہذیبی ورثے پر رنج و غم کے سیاہ بادلوں کی ظلمت کا ادراک رکھتے ہیں۔ (سلیم منصور خالد)